حضرت مولانا عبدالواجد عمری رحمانی (عمرآباد)

بدگمانی

بدگمانی ایک ایسی بلا ہے کہ اس کی وجہ سے رشتہ داروں کے رشتے منقطع ہوجاتے ہیں' دوستی دشمنی میں بدل جاتی ہے اور معمولی سے معمولی بات بھی زبردست اہمیت حاصل کرلیتی ہے۔

بدگمانی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو خود بخود پیدا ہوجاتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو دوسروں کی طرف سے پیدا کی جاتی ہے۔

پہلی قسم کا اصل سبب تو انسان کا وہم اور اس کی غلط فہمی ہے۔ اس سبب کے دور ہوجانے سے بدگمانی بھی دور ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ ایک نوجوان صحابی جہاد سے واپس ہوتے ہوئے اپنی بیوی کو دروازے پر کھڑی دیکھ کر بدگمانی کرتے ہوئے طیش میں آگئے اور تلوار نکال لی۔ حالانکہ حقیقت میں مکان میں ایک بڑے سانپ کے آجانے کی وجہ سے یہ عورت باہر نکلنے پر مجبور ہوئی تھی۔ اگر یہ سبب پہلے ہی معلوم ہوگیا ہوتا تو غصہ میں آنے کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ اس کے اکثر جزئی واقعات ہر ایک آدمی کو روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے ہیں اور بعض دفعہ بدگمانی پختہ اور مضبوط ہوجاتی ہے۔ بُرے سے بُرے نتائج پیدا کردیتی ہے۔

چونکہ شریعت اسلامیہ کا مقصد تمام نوعِ انسانی میں عموماً اور امت مسلمہ میں خصوصاً اتحاد و یگانگت پیدا کرنا ہے' اس لیے اس موذی مرض کا ازالہ کیا گیا' جس نے قوموں اور ملکوں کو تباہ و برباد کرڈالا۔ جس کی وجہ سے خاندانوں میں پھوٹ پڑجاتی ہے۔ بے شمار نعمتیں کھودی جاتی ہیں۔ جن کی حسرتیں دل میں باقی رہ کر زندگی کو اجیرن بنادیتی ہیں۔ تعلیمات اسلامیہ ناقص متصور ہوتیں' اگر ایسے مقاصد کا تدارک نہ کیا جاتا۔ اس لیے اسلام نے اس قسم کے تمام امراض کے ازالہ کی تدبیر بتائی ہے۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: ''اے ایمان والو! بچے رہو تم بہت گمان کرنے سے' بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور نہ غیبت کرے بعض تمہارا بعض کی۔'' (یعنی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔)

اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے: ''بچو تم گمان سے بے شک گمان جھوٹا قصہ ہے۔ آخر حدیث تک (متفق علیہ)

اور دوسری قسم جو دوسروں کی طرف سے پیدا کی جاتی ہے' اس کی بہت کثرت ہے اور اسی کے ذریعہ اکثر بداندیشوں اور حاسدوں کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہوتی ہے۔ اس قسم کی بے شمار مثالیں ہیں' جن میں دو ایک یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

خلیفہ مامون کا ایک محبوبِ نظر وزیر احمد بن یوسف تھا۔ جس کے حزم و تدبر کا مامون دل سے معترف تھا اور اکثر اس سے خاص خاص مشورے لیا کرتا اور اسے بہترین انعامات سے نوازتا تھا۔ اسی دربار میں اس کے حاسدین پیدا ہوگئے اور چاہا کہ کسی طرح اس وزیر کو خلیفہ کی نظر سے گرایا جائے۔

خلیفہ مامون اکثر صبح سویرے صرف احمد بن یوسف کو بلا کر اس سے اہم معاملات میں مشورہ لیا کرتا تھا۔ ایک درباری محمد بن خلیل نامی نے وہاں کے خاص خادم سے یہ طے کرلیا کہ اگر خلیفہ وزیر کے ساتھ کوئی خاص عنایت کرے تو اس کا مجھے پتہ

دے دؤ میں تمھیں اس کا اچھا صلہ دوں گا۔

ایک دن احمد بن یوسف مامون کے دربار میں حسبِ معمول صبح سویرے گیا اور وہاں کوئی دوسرا نہیں تھا۔ خلیفہ نے ازراہِ عنایت اپنی انگیٹھی (جس میں دھونی کے لیے ابھی ابھی عنبر ڈالا گیا تھا) ایثار کرتے ہوئے وزیر کے تخت کے نیچے منتقل کر دینے کا حکم دے دیا۔ یہ خاص شاہی نوازش تھی۔ یہ کیفیت اس خادم کے ذریعہ محمد بن خلیل کو پہنچ گئی۔ پھر محمد دربار میں گیا۔ مامون نے اس سے عام لوگوں کے خیالات کے متعلق کچھ دریافت کیا تو اس نے ادھر ادھر کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں آج ایک تالاب میں چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ کر تفریح کر رہا تھا کہ ایک سقہ کو دوسرے سقہ سے کہتے ہوئے سنا کہ اس کی باتیں جیسے باہر پھوٹ جاتی ہیں۔ کسی کی نہیں پھوٹتی ہوں گی۔

دوسرے سقہ نے دریافت کیا ''کس کی؟''

دوسرا پوچھنے لگا ''قصہ کیا ہے؟''

پہلا بولا ابھی ابھی احمد بن یوسف امیر المومنین کے پاس سے نکل کر جا رہا تھا اور اپنے غلام سے کہتا تھا کہ مامون جیسا بخیل میری نظر سے نہیں گزرا۔ آج میں اس کے دربار میں گیا تو وہ عنبر کی دھونی لے رہا تھا۔ اس نے اس انگیٹھی کو میرے پاس رکھوا دیا۔ ایک تازہ انگیٹھی رکھوانے کو دل نہیں آیا۔

مامون نے جب یہ واقعہ سنا تو وہ سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو اسی نے کہا ہوگا۔ کیونکہ دربار میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا تو تھا ہی نہیں جس پر میں گمان کر سکوں (اس خیال کے آنے کی دیر تھی کہ مامون نے) احمد کو اس کے مرتبہ سے گرا دیا اور آ[illegible]س کی معزولی تک کی نوبت آ گئی۔

امین کا مامون کی طرف سے بدگمان ہو جانا اور اس کو ولی عہدی سے معزول کر دینا بھی فضل بن ربیع کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ سامانیوں ہی کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ امین اور مامون میں جنگ چھڑ گئی اور جب مامون کو فضل بن سہل کی کوشش سے کامیابی ہوئی تو مامون نے اس کا احسان مانتے ہوئے اس کو اپنا مقربِ خاص بنا لیا۔ یہاں تک کہ مامون پر فضل بن سہل کا پورا پورا تسلط ہو گیا اور مامون کی سلطنت کی باتوں سے جو بات بھی پہنچتی وہ فضل ہی کے ذریعے سے پہنچتی تھی اور وہ اصل حقیقت کو توڑ مروڑ کر اپنے مقصد کے مطابق پہنچاتا تھا۔

فضل کے اس تسلط کو بنو عباسیہ نے بُری نظر سے دیکھتے ہوئے جا بجا بغاوتیں کرنی شروع کر دیں اور عراق میں زبردست بغاوت ہو گئی۔ جس کے فرو کرنے کے لیے فضل کا بھائی حسن بن سہل مقرر ہوا۔ مگر جب اس کو کامیابی نہیں ہوئی تو ہرثمہ بن اعین کو روانہ کیا گیا اور اسی کے ہاتھوں یہ فتنہ فرو ہوا۔

ہرثمہ بن اعین نے اسباب بغاوت معلوم کرنے کے بعد مامون کو اس کی اطلاع دینے کے لیے خراسان آنے کی اجازت طلب کی۔ فضل نے ہرثمہ کی آمد کو اپنے حق میں بُرا سمجھ کر اس کو روکنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ مامون کو سمجھا دیا کہ عراق میں جو کچھ فتنے رونما ہو رہے ہیں' وہ تمام کے تمام ہرثمہ کے اشارے ہی سے ہوئے تھے اور اسی کے اشارے سے تھوڑے دن کے لیے دب گئے ہیں اور اب اس کا یہاں آنا مضرت سے خالی نہیں۔ اس لیے اس کو یہاں آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ چنانچہ دربار سے ہرثمہ کو حکم آیا کہ واپس جائے اور شام و حجاز کا والی بن کر رہے۔ مگر چونکہ ہرثمہ موقع کی نزاکت کو سمجھ چکا تھا' اس لیے اس نے مناسب یہی سمجھا کہ مامون کو اصل حقیقت سے آگاہ کر دے۔ چنانچہ وہ واپس نہیں گیا اور سفر جاری رکھا۔ اس وجہ سے مامون کا شبہ بڑھ گیا۔ چنانچہ جب ہرثمہ دارالسلطنت میں پہنچا تو اسے خطر ہوا کہ کہیں اس کی آمد مامون سے مخفی نہ رکھ دی جائے۔ اس لیے دارالسلطنت پہنچتے ہی نقارہ بجوایا کہ مامون کو اس کی آمد کی خبر ہو جائے۔

مامون نے نقارہ کی آواز سنتے ہی دریافت کیا کہ کس کی آمد ہے؟ اس نے بتایا کہ ہرثمہ بڑے رعب وداب کے ساتھ حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہاں پہنچا ہے۔ پھر جب بہت مشکلوں سے دربار میں پہنچا بھی تو اس کی ایک نہ سنی گئی بلکہ دھکوں، مکوں اور لاتوں سے اس کی تواضع کی گئی اور گرفتار کر کے قید خانہ روانہ کر دیا گیا۔ وہیں قسم قسم کی تکلیفیں دے کر جان سے مار دیا گیا اور مشہور کر دیا کہ بیمار ہو کر مر گیا۔

اتنا بڑا قائد کینوں اور بدباطنوں کے ہاتھوں اپنے ارمانوں اور امیدوں کو ساتھ لے کر پیوند خاک ہو گیا۔ بعد میں جب مامون کو اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے تو بہت افسوس کرتا ہے مگر یہ ماتم کیوں ہوا؟ صرف ایک آدمی کی بات سن کر دوسروں پر بدگمانی کر لینے سے۔ اس قسم کے بہت سارے واقعات ہیں جن میں دوستوں اور رشتہ داروں کے تعلقات بگاڑ دیئے گئے ہیں۔ انھی خرابیوں سے اپنے بندوں کو بچانے کے لیے خدائے عزوجل نے ارشاد فرمایا:

''اے ایمان والو! اگر تمھارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر آئے تو (اس کی) تحقیق کر لو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ کسی قوم پر نادانی سے جا پڑو اور پھر کل کو اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔'' (الحجرات:٦)

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو بنوالمصطلق کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا۔ زمانہ جاہلیت میں ولید اور اس قبیلہ میں دشمنی تھی۔ جب ولید وہاں پہنچے تو اس قبیلے کے لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحصیلدار ہونے کی حیثیت سے ان کے استقبال کے لیے آئے۔ انھوں نے سمجھا کہ وہ اپنی دشمنی نکالنے کے لیے آ رہے ہیں فوراً وہاں سے دوڑے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ وہ قبیلہ مرتد ہو گیا ہے اور مجھے قتل کرنے کی نیت سے آگے بڑھ آیا مگر میں اپنی جان بچا کر بھاگ آیا۔ اس خبر کو سنتے ہی مسلمانوں نے بنوالمصطلق پر چڑھائی کا ارادہ کر لیا۔ اتنے میں بنوالمصطلق بھی زکوٰۃ لے کر پہنچ گئے اور کہا کہ ہم تحصیلدار کے استقبال کے لیے آ ہی رہے تھے کہ وہ واپس آ گئے۔ اسی وقت یہ آیت اُتری۔

بہرصورت بدگمانی ایک ایسی بُری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے بدگمانی کرنے والے کا قلبی سکون اور تمام راحتیں سلب ہو جاتی ہیں اور اس کو کسی پہلو چین نہیں آتا۔ بعض بدگمانیاں آخرت میں بھی سخت سزا کا موجب ہو جاتی ہیں۔ ہاں آیت میں فاسق کی قید ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی معتبر آدمی وثوق کے ساتھ کوئی بات کہے تو اس کو مان سکتے ہیں مگر پھر بھی اس پر عمل کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس قسم کے کاموں میں تاخیر ہی بہتر ہوتی ہے۔ ایک طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم نے بدگمانی کرنے سے روکا تو دوسری طرف اپنی امت کو مواضع تہمت سے بچنے کا بھی حکم دیا۔ جیسا کہ فرمایا ''تم مواضع تہمت سے بچو۔''

مثلاً اگر کوئی شخص شراب خانہ میں بیٹھ کر دودھ پیے گا تو اس پر شراب خوری کا الزام ضرور عائد ہوگا۔ کیونکہ جگہ ہی ایسی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ نیک اور اچھے آدمیوں پر بدگمانی نہ کرے اور بلا تحقیق سُنی سنائی باتوں کی بناء پر غلط الزامات نہ لگائے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ بُرے لوگوں کی صحبت میں رہ کر دوسروں کو بدگمانی کرنے کا موقع نہ دے جیسا کہ ایک عرب نوجوان شاعر طرفہ کہتا ہے:

''کسی آدمی کی حالت دریافت کرنا ہو تو اس کے ہم جوڑ کی حالت دریافت کر لو کیونکہ دوست اپنے جوڑ کی پیروی کرتا ہے۔''

دعا ہے کہ خدائے عزوجل مسلمانوں میں یکدلی اور محبت پیدا کر دے، تمام امراض نفسانیہ سے محفوظ رکھے اور ہمیں حقیقی معنوں میں خیر امت بنا دے۔ آمین۔